بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ

(سورۃ الرحمٰن آیت 23)

دُرج دُرَرْ

مؤلفہ

قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی

قاضی خیل ھوتی ضلع مردان

یکم مارچ 1958ء بمطابق جمادی اوّل 1377 ہجری

نام کتاب: دُرجِ دُرِرُ

مؤلف: قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی

سابق پراونشل امیر صوبہ سرحد

سن اشاعت بار اوّل: اگست 2022ء

اہتمام اشاعت

زبیدہ ناہید بیگم ڈاکٹر بشیر احمد بنت حضرت قاضی محمد یوسف فاروقی احمدیؓ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دُرج دُرَرْ

یَخۡرُجُ مِنۡهُمَا اللُّؤۡلُؤُ وَ الۡمَرۡجَانُ

ہیچ میدانی چہ در عمّان پیدامی شود
زیر آپشن لوء لوءو مرجان پیدامی شود
قطرہ آبے کہ اندر رحم مادر جاء گرفت
قدرت حق بین کرز وانسان پیدامی شود

مختصر سوانح حیات

خاکسار قاضی محمد یوسف احمد خلف الرشید قاضی محمد صدیق فاروقی خلف قاضی محمد نور خلف قاضی میر عبد الصمد خلف قاضی محمد قابل از نسل حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم علیہ الصلوۃ۔ خاکسار بروز یک شنبہ 28 شوال المکرم 1300 بمطابق یکم ستمبر 1883 بمقام ہوتی ضلع مردان علاقہ یوسف زئی قاضی خلیل از بطن بیبی عارفہ دختر مولوی محمود صاحب دیگان خلیل مردان تولدّ ہوا۔ اس دن یکم ستمبر کو آسمان پر شفق سرک کا ظہور ہوا ۔ جو قریباً چھ ماہ رہا۔ آسمان کے کنارے سرخ رہتے تھے۔ عیسائی یقین کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ کا نزول ہو گیا ہے اور مسلمان کہتے تھے کہ حضرت امام مہدی پیدا ہو چکا ہے۔

(دیکھو عسل مصفیٰ جلد دوم صفحہ 370، 522)

اخبار جریدہ روزگار مدراس جلد 9 نمبر 37 مورخہ 15 ستمبر 1883 بمطابق 25

ذوالقعدہ 1300 میں شائع ہوا کہ آسمان پر سورج ماند پڑ گیا اور آفتاب پر خلافِ معمول بڑے بڑے سیاہ داغ یا گڑھے نمودار ہوئے اور تاریکی چھا گئی۔ اور لکھا کہ گزشتہ ہفتہ (یکم ماہ ستمبر 1883) سے 10 ستمبر جو حالات اور عجیب وغریب واقعات وقوع میں آئے وہ ایسے ہیں کہ ہم کو دیکھنے یا سننے کا کم اتفاق شاید کم ہوا ہوگا۔ (عسل مصفیٰ جلد دوم 268) جزیرہ جاوا میں آتش فشاں پہاڑ پھٹا اور نارمن قبل المشرق کا ظہور ہوا اور کئی دنوں تک مشرق سے روشنی دور دور تک نظر آتی تھی۔ دیکھو جزیرہ روزگار مدراس جلد 9 نمبر 38 مورخہ 19 ذوالقعدہ 1300 بمطابق 22 ستمبر 1983 (عسل مصفیٰ جلد دوم صفحہ 229) نارمن قبل المشرق کے اعداد کے ساتھ یوسف کے عدد جمع کرلوتو 1300 کا سن بنتا ہے۔ (این سعادت بزورِ بازو نیست۔ تانہ بخشند خدائے بخشند)

پہلی رؤیا بعمر دس سال

ایک رات رؤیا میں دیکھتا ہوں کہ سرسبز مقام میں ایک بلند پہاڑ ہے جو شرقاً غرباً واقع ہے اور اس پہاڑ سے جنوب کی جانب ایک کھلا سرسبز میدان ہے۔ جنوب کے کچھ فاصلہ پر ایک صاف اور شفاف پانی کا دریا مشرق سے موجیں مارتا ہوا مغرب کو بہہ رہا ہے۔ مَیں اس پہاڑ کی بلند چوٹی پر روبہ مشرق سینہ تان کر کھڑا ہوا اور میرے دونوں ہاتھ سیدھے پھیلے ہوئے ہیں۔ مَیں دیکھتا ہوں آسمان سے آفتاب کرّہ اترا اور میرے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر پڑا ہوا ہے۔ جو بلّور کی طرح چمک رہا ہے اور ماہتاب بدر کا کرۂ آسمان سے آہستہ آہستہ آ رہا ہے اور میرے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر اترتا ہے میرے ہاتھ کا اور کرۂ ماہتاب کا کوئی تین فٹ کا فاصلہ باقی ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ 1900 میں جب میں اپنے ماموں مولوی عبدالودود صاحب کے معیت میں اپنے پہلے سفر مردان سے دیر جا رہا تھا۔ اُس وقت

عمرا خان شکست کھا کر کابل چلا گیا تھا اور سوات، دیر اور چترال حکومتِ برطانیہ کے تحت آ چکا تھا۔ہم بٹ خیلہ سے آگے نکل کر چکدرے جارہے تھے کہ میری اس بلند پہاڑ پر نظر پڑی جس کے دامن میں موضع بازوان واقع ہے۔یہ پہاڑ شرقاً غرباً واقع ہے اس کے جنوب میں وسیع سرسبز میدان ہے جس میدان میں بٹ خیلہ سے شمال اور بازوان سے جنوب کو دریائے سوات کا صاف اور شفاف پانی مغرب کو بہہ رہا ہے۔خاکسار نے یہ نظارہ دیکھتے ہی ماموں صاحب سے کہا یہ نظارہ خاکسار نے دو تین سال ہوئے خواب میں دیکھا ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے بچپن میں اس قسم کا رؤیا دیکھا تھا انہوں نے یہ رؤیا والد کو اس طرح سنایا۔

یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ○(سورۃ یوسف آیت 4)

والد نے کہا لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰٓی اِخْوَتِكَ۔حضرت یوسف نے اس رؤیا میں گیارہ ستارے، سورج اور چاند کو اپنی طرف سجدہ کرتے دیکھا۔والد نے کہا کے اے فرزند اپنی رؤیا اپنے بھائیوں پر مت ظاہر کرو۔

تعبیر خواب

یہ خواب میں نے سب سے پہلے 15 جنوری 1907 کے بعد حضرت مرزا محمد اسماعیل قندھاری کو سنائی جس نے فرمایا کہ خواب بہت اچھی ہے مگر کسی پر ظاہر مت کرو۔15 مئی 1906 کے بعد بذریعہ خط بددورانِ قیام حضرت احمد علیہ السلام کو لکھ کر دریافت کیا۔حضرت احمد علیہ السلام نے بھی فرمایا خواب اچھی ہے۔

(ظہور احمد موعود صفحہ 83)

واقعات پیش آمدہ نے یہ تعبیر آیت کی

1۔رؤیا میں بلند پہاڑ سے مراد بلندی اور عظمت کا مقام ہے اور اس پر کھڑا ہونے سے مراد احمدیت کا مقام رفیع ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہے۔خاکسار کا ایک الہام ہے،اعلی اللہ مقامکم۔یعنی خدا تعالیٰ نے تمہارا مقام بلند کر دیا۔الحمد للہ علیٰ ذالک۔حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے سالہا سال صوبہ سرحد کا امیر الامرا مقرر کیا اور اس عہدہ پر جلیل پر سرفراز فرمایا۔ذالک علی اللہ بعزیز۔

2۔مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونا۔مشرق (قادیان) سے ماہتاب یا بدرِ کامل حضرت احمد علیہ السلام نے 1300 کے سر پر ظہور ہونا تھا۔جو آفتاب حضرت محمد ﷺ کے انوار سے حضور ان کا عکس ہو کر آنا تھا۔سیدنا محمد نے حضرت احمد کے ظہور ۔اولیٰ الی المشرق۔مشرق کا مقام ظہور بتایا۔حضرت نبی نے بھی باب 41 آیت 1 میں فرمایا کہ کس نے مشرق میں صادق کو ظاہر کیا۔حضرت احمد علیہ السلام بھی قصیدہ الہامیہ میں فرماتے ہیں۔

3۔کرۂ آفتاب کا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر موجود ہونا ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے سیدنا حضرت محمد ﷺ کا امتی تابع بنا کر پیدا کیا اور کرۂ ماہتاب کا تین فٹ کے فاصلے پر ہونا بتاتا ہے تین سال بعد 1901 میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملے گی ۔سب سے پہلے جس کے ذریعہ احمدیت سے واقف ہوا وہ میرا ہم جماعت فضل الرحمن تھا۔الحمد اللہ۔آفتاب اور ماہتاب میں حضرت محمد ﷺ اور حضرت احمد کا جو باہمی روحانی تعلق ہے وہ ظاہر ہے۔یہی مشرق سے بحرِ زخار کا صاف اور شفاف ہو کر آنا انوارِ احمدیت کا قادیان سے مغرب کے ممالک پر نور افگن ہونا مراد ہے جو خدا کے فضل وکرم سے وہاں تبلیغ اور اِشاعت ہو رہی ہے۔

دوسری رؤیا 1911ء

حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں خاکسار نے پشتو زبان میں افغان میں تبلیغ کا آغاز کیا اور چند رسائل۔ وفات مسیح، آثار قیامت، نزول المسیح، عقیدہ احمدیہ، خروج دابۃ الارض، خروج یاجوج ماجوج، خروج الدجال، تحفۃ النبوہ، اور ضمیمے تحریر کئے جس کا نام۔ ''ابلاغ حق'' رکھا۔ رسالہ الاسلام تحریر فرمایا اور حقیقۃ المہدی شائع کی۔ ان کتب کے دوران تحریر میں خاکسار نے دو رؤیا دیکھے۔

1۔ ایک رات دیکھا دروازہ کوہاٹی کے قریب قبرستان پری چہرہ کے شمالی جو سڑک جہانگیر پورہ سے چوک ناصر خان کو جاتی ہے۔ دلاور خان کے مکانات کے سامنے سڑک کے درمیان حضرت احمد علیہ السلام نے زمین سے نصف دھڑ باہر نکالا ہوا ہے اور رو بہ قبلہ ہیں ۔ مَیں ان کے سامنے رو بہ مشرق کھڑا ہوں اور میرے ہاتھ میں کاغذ اور قلم ہیں اور حضرت احمد علیہ السلام کے دہن مبارک کو بطور دوات استعمال کرتا ہوں۔

2۔ اسی رات اس کے بعد دیکھا کہ پری چہرہ کے کنارہ ایک دکان لبِ سڑک واقع ہے جس میں ایک سیّد میوہ فروش خشک میوہ کی دکان کیا کرتا تھا۔ اس دکان میں سفید چاندنی کا فرش ہے اور حضرت احمد علیہ السلام بمعہ چند رفقاء کے تشریف فرما ہیں۔ خاکسار پیش ہوا تو مصافحہ کے بعد ایک سفید پرچ میں کوئی سفید چیز دی جو شہد اور ملائی سے ملی ہوئی تھی۔ یہ کہا کہ کھا۔ جب میں نے وہ چیز کھائی تو میرے منہ میں اس کا لذیذ مزہ جاگتے پر بھی محسوس ہو رہا تھا۔ یہ رؤیا بھی 1911 کا ہے۔ حضرت مولانا غلام حسن رضی اللہ عنہ ساکن پشاور کو رؤیا سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے یہ حضرت احمد علیہ السلام کا ہی منشا ہے اور وہ پرچ میں تحفہ اظہار خوشنودی ہے۔

تیسری رؤیا حضرت نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کی

خاکسار نے دسمبر 1913 کو پشتو کتب کا مجموعہ مجلد کرا کے قادیان میں بددوران ملاقات پیش کیا۔آپ نے یہ تحفہ قبول کیا۔دوسرے دن عند الملاقات فرمایا کہ مَیں نے رات سارا مجموعہ پڑھا۔مَیں بنوں میں رہا ہوں۔پشتو سمجھ اور پڑھ لیتا ہوں۔**جزاك الله احسن الجزاء** فرمایا۔خاکسار نے ایک چِٹ پر بغرض دعا چند احباب پشاور کے نام پیش کئے۔حضرت نورالدین اعظمؓ نے چِٹ کے پشت پر تحریر فرمایا۔**السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**

انشاءاللہ۔بہت دعا کروں گا۔آپ بھی دعا کریں۔ایک رؤیا ہے حضرت عمر فرماتے ہیں۔ایران برباد ہو گیا گو مجھے تبّرا کرتے ہیں مگر اس کی پرواہ نہیں اب فوجیں جمع کرتا ہوں۔خدا کرے تم بھی افسر ہو جاؤ۔تحریر 28 / 29 دسمبر 1913 یہ تحریر میرے پاس اب تک محفوظ ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بخدمت محمود احمد فضل عمر یا مثیل عمر فاروق ہیں۔ایران سے مراد جماعت کا بغی طبقہ ہے۔جو خلیفہ وقت کے باغی ہوئے۔فوجوں سے مراد مبلغین ہیں جو بغاوت کا مقابلہ کر رہے تھے۔حضرت نورالدینؓ نے آرزو کی کہ خاکسار بھی اس فوجِ مجاہدین کا افسر بن جائے۔خدا تعالیٰ کے 1915 سے 1958 تک امیر الامرا ہوں اور مولوی محمد علی اور اس کے رفقاء کا تحریراً تیراً مقابلہ کیا۔خاکسار نے 15 جنوری 1903 سے مئی 1908 تک حضرت احمد علیہ السلام سے وقتاً فوقتاً دعا کرائی۔حضرت نورالدین اعظمؓ نے مئی 1908 لغایت مارچ 1913 بہت دعا خاکسار کے حق میں کی۔حضرت محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی خاکسار کے واسطے 1910 لغایت نومبر 1958 خوب دعائیں کیں۔

چوتھی رؤیا 1914ء

رؤیا میں دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے جو مشرق سے مغرب کی طرف پھیلا ہوا ہے۔اس پہاڑ میں ایک پہاڑ ہے جو شمالاً جنوباً واقع ہے۔حضرت نورالدین ؓ اور مَیں اس غار میں پناہ لئے کھڑے ہیں اور ہمارے سامنے بجانب جنوب ایک وسیع میدان ہے۔۔مغرب کی طرف سے اس میدان میں آتشی تو دے برس رہے ہیں۔اور غار کے منہ کے سامنے گرتے ہیں مگر حضرت نورالدین ؓ اور خاکسار دونوں محفوظ ہیں۔اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر نظارے دیکھ رہے ہیں۔الحمد للہ علیٰ ذالك

پانچویں رؤیا جولائی 1914ء

رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مولانا غلام حسن صاحب ؓ کے مردانہ مکان میں محترم مرزا نذرعلی خان صاحب انگیٹھی کے قریب روبہ مشرق دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے گلے میں قمیص ہے۔مگر نچلے حصّہ بدن پر پاجامہ نہیں اور سترِ عورت نظر آتا ہے اور بے پردہ ہو رہے ہیں میں نے ان سے اس وقت کچھ باتیں کہیں۔مگر اس وقت یاد نہیں کیا کیا گیا۔یہ رؤیا میں نے ان دنوں محترم مرزا نذرعلی خان اور اُس وقت کے احباب کو سنادی تھی۔واللہ اعلم

چھٹی رؤیا فروری 1915ء

رؤیا میں دیکھا کہ ہمارے گھر واقع کوچہ گلبادشاہ شہر پشاور میں ایک چارپائی پر میرے بیٹے محمد ایوب کے ساتھ ایک اور لڑکا چھوٹا سا کپڑوں میں لپٹا ہوا پڑھا ہے۔میرے

دل میں ڈالا گیا کہ یہ میرا دوسرا لڑکا ہے۔ بعدازاں چار پائی پر چڑھ کر گھوارہ میں دیکھا جو مکان کے چھت کے معلق ہے کہ گھوارہ میں دو اور خوبصورت شیرخوار بچے سو رہے ہیں ۔مگر دل میں گزرا کہ یہ ہمارے خاندانی ہیں ہمارے بھائی قاضی محمد شفیق صاحب کے لڑکے ہیں۔

یادداشت ۔عزیز محمد ایوب جان 1915 میں محمد یونس خان جان 1917 میں فوت ہو گئے ۔اس کے بعد محمد ایوب جان ثانی پیدا ہوئے ۔8اپریل 1930 میں اور بچپن میں فوت ہو گئے ۔قاضی محمد شفیق صاحب (چچا جان) کے بچوں میں سے عزیز محمد اسحاق پیدا ہوا۔اور بچپن میں فوت ہوا۔اور پھر قاضی محمد اسماعیل اور عزیزم قاضی اسرائیل پیدا ہوئے۔ یہ دونوں خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔

ساتویں رؤیا فروری 1915ء

رؤیا میں دیکھا کہ ایک مکان ہے جس کے اندر مولانا غلام حسن خان رضی اللہ عنہ اور چند اور دوست حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں اور خشک خرمہ کے ساتھ ایک چادر میں ختم کر رہے ہیں اور مرزا غلام سرور صاحب مثل خوان جہانگیر پورہ شہر پشاور دوزانو ہو کر ننگے قبلہ کی طرف پشت کر کے منہ حضرت مولانا کے طرف رخ کر کے بیٹھے ہیں اور مجھ کو بھی شریک ختم ہونے کے لئے کہتے ہیں۔خاکسار نے کہا کہ ہم لوگ حضرت احمد علیہ السلام کی بیعت کر چکے ہیں ان ختموں اور حلقوں سے فارغ ہو چکے ہیں ۔اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مرزا عبدالرحیم صاحب احمدی ساکن محلہ قاضی خیلوں شہر پشاور میرے اور حضرت مولانا کے درمیان تشریف فرما ہیں ۔فرماتے ہیں کہ ہم تو خرمانیاں کھانا چاہتے ہیں ختم وتم ہم نہیں جانتے ختم کرنے والوں سے جو دانہ خرما کا گرتا ہے اس کو اٹھا کر کھا جاتے ہیں۔

آٹھویں رؤیا3 جنوری1915ء

رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں اور کوئی شخص میرے دونوں ہاتھوں میں ایک شیر خوار بچہ دے رہا ہے کہ یہ لو یہ تیرا بیٹا ہے۔ الحمد اللہ علی ذلك

نوویں رؤیا3 فروری1915ء

رؤیا میں دیکھتا ہوں کہ ایک اونٹ میرا تعاقب کر رہا ہے۔ جب وہ اونٹ میرے قریب پہنچا تو میں نے اس کی گردن پکڑ لی اور مروڑ لی۔ اور ایک ضرب کاری سے اس کو بیکار کر دیا۔ فالحمد اللہ علی ذالك

دسویں رؤیا3 فروری1915ء

رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک ایسے مقام پر بیٹھا ہوں۔ جہاں ایک شیر رہتا ہے۔ اور کوئی شخص مجھے کہتا ہے کہ تمہیں ایک شیر دکھاتا ہوں۔ جو احمدی ہیں اتنے میں ایک شیر آیا اور مجھ سے بلّی کی طرح پیار کرنے لگا۔ اور نہایت پیار سے کبھی میرے دائیں جانب سے ہو کر میرے پیٹھ پر دونوں ہاتھ رکھ کر بائیں جانب پھاند جاتا ہے کبھی بائیں جانب سے دائیں جانب۔ میں زمین کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ جب میں نے شیر کی تصویر کو مکمل کر دیا تو کیا دیکھتا ہوں وہ قیصر ہند جارج پنجم کی شکل ہے یا نکولس زار روس کی۔ پر میں نے اس شیر کو یہ تصویر دکھا کر ہٹا دیا۔

گیارہویں رؤیا فروری1915ء

رؤیا میں دیکھتا ہوں کہ میری ہمشیرہ مرحومہ (بی بی مریم) پشاور آئی ہے۔جس وقت وہ ہمارے گھر میں داخل ہوئی تو میں اپنی چار پائی پر بیٹھا ہوا تھا۔کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی گود میں میرا ایک لڑکا ہے۔میں نے پوچھا اس کا کیا نام ہے وہ کہتی اس کا نام ابھی نہیں رکھا تب میں نے اس کا نام مسیح الزماں تجویز کیا۔

ہماری ہمشیرہ مریم پندرہ سال کی عمر میں بیاہی گئی اور دو سال کے اندر 1915 میں فوت ہوئی ایک شیر خوار بچہ نثار احمد یادگار رہا جو دو سال کے بعد مر گیا۔

بارہویں رؤیا 24 فروری 1915ء

صبح کے قریب رؤیا میں دیکھا کہ ایک راستہ میں سے جو ایک پہاڑ کے درّہ میں سے گزرتا ہے۔گزر کر میں ایک میدان میں داخل ہوا۔اس درّہ کا ایک پہاڑ پس میدان سے مشرق کی طرف سے مغرب کو شمال کی طرف سے جاتا۔دوسرا شمال کو جنوب کی جانب مشرق سے جاتا ہے اور سڑک درہ سے نکل کر شمال سے جنوب کو پہاڑ کے ساتھ ساتھ جاتی ہے۔اور اس میدان میں اترتی ہے۔جب میں اس میدان میں آیا تو وہاں ایک وسیع مکان پایا۔جس کے باہر میں نے گاڑی کی قسم کی ایک موٹر کھڑی کی جس میں سوار تھا۔وہاں اترا اور میرے ساتھ ایک ساتھی بھی ہے اُس کو ساتھ لیا مگر اس وقت میرے سر پر پگڑی نہ تھی۔میں کہیں بھول آیا تھا۔میں نے خیال کیا کہ اس مکان میں گو بڑا جلسہ ہے اور معزز لوگ جمع ہیں شاید یہ لوگ خلاف تہذیب خیال کریں کہ میں کہیں ننگے سر جا رہا ہوں۔اتنے میں میرے ساتھی نے ایک زریں ٹوپی پہننے کو دی تب ٹوپی سر پر رکھ کر اس مکان میں داخل ہوا۔وہاں ایک شخص نے دریافت کیا کہ تمہارے پاس یہاں داخل ہونے کا ٹکٹ ہے میں نے کہا کہ میں اس جلسہ کے مہتمم مفتی خدا محمد یا مفتی داؤد کو جانتا ہوں۔اُس نے کہا کہ داخل ہو جاؤ۔

تیرھویں رؤیا جنوری 1915ء

دسمبر 1914 کے آخر یا جنوری 1915 کے آغاز میں ایک رؤیا دیکھی کہ میں اپنی مکان واقع کوچہ گل بادشاہ شہر پشاور کی چھت پر پریشان ہوں۔کیا دیکھتا ہوں نصف النہار سمت اس پر ایک بڑا سرخ اور روشن ستارہ ہے۔جو ایک کڑک کی آواز کے ساتھ اپنی مقام سے چھوٹ کر مغرب کی طرف گرتا ہوا چلا گیا۔کسی قدر عرصہ کے واسطے نصف النہار اور مقام افق کے درمیان جا ٹھہرا اور متحرک رہا۔اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مغرب کی طرف سے چند موٹروں کے چلنے کی آواز آئی اور دور سے چیلوں کی طرح چند طیارے اترتے نظر آئے۔پھر اچانک میں نے اپنی مکان پر اور گرد و پیش کے مکانات پر منڈلاتے دیکھا۔جب میں نے نظر کی تو چند فوجی افسروں کو وردی میں اُن میں بیٹھے ہوئے پایا۔ایک ان میں سے ہمارے مکان سے مغرب کو کوچہ میں گرتے یا اترتے پایا۔

چودھویں رؤیا 5 مئی 1919ء

دارالکتب احمدیہ بالا خانہ بازار جہانگیر پورہ شہر پشاور میں رؤیا میں دیکھا۔ایک مکان ہے جس کے دو بلند دیواروں پر چھت ہے ایک طرف ایک آباد مقام ہے بالمقابل دوسری طرف کھلا میدان ہے۔درمیاں میں جو زمین واقع ہے۔نصف حصّہ میں ایک قبر ہے۔باقی نصف دوسری قبر کے واسطے چھوڑ دی گئی ہے۔وہ قبر زمین سے ہموار ہے۔وہاں حکیم فیروزالدین خلف الرشید مولوی منہاج الدین ساکن کوٹ نجیب اللہ ہزارہ بھی موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ قاضی مظہر الحق احمدی (برادر حکیم فیروز الدین) جو اسلامیہ کالج میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔جس کو حاسد نے دوائی میں زہر ملا کر پلا دیا۔اور اس زہر کے اثر سے شہید ہوئے، یہ قبر

اس کی ہے اس کے اندر سے حرکت کی آواز آتی ہے جیسے کوئی شخص زمین کو لاتیں مار رہا ہو۔جب میں نے اس زمین کی طرف کان لگایا تو مجھے وہ آواز محسوس ہوئی۔میں حکیم صاحب سے کہتا ہوں کہ یہ قبر ضرور کھولنی تھی یا ایک طرف روشن دان لگا کر ہوا کا انتظام کرنا تھا۔ممکن ہے مظہر الحق اس میں زندہ دفن ہوگیا ہو۔جب حکیم صاحب نے قبر سے مٹی ہٹائی تو مظہر الحق کا تابوت نظر آیا جو سطح زمین کے قریب تھا جو مٹی سے ڈھکا ہوا تھا۔جب حکیم صاحب نے تابوت کا اوپر کا تختہ الگ کیا تو میں نے کیا دیکھا کہ عزیز مظہر الحق تابوت میں لیٹا ہوا ہے۔اس کے سر پر سیاہ چمڑے کی ٹوپی ہے اور اس کی آنکھیں چشم خانہ میں حرکت کرتی ہیں اتنے میں مظہر الحق نے دونوں ٹانگیں اٹھا کر کنارہ تابوت پر رکھ لیں اور اچانک کھڑا ہوگیا حکیم صاحب سے بغل گیر ہوا۔میں نے بغرض مصافحہ اپنا ہاتھ بڑھالیا جب مظہر الحق نے بھی ہاتھ بڑھایا تو میں نے اس کا ہاتھ چوم لیا۔مظہر الحق قبر سے نکل کر ایک چارپائی پر جا بیٹھا۔جو بلند سطح پر بچھی ہوئی تھی۔رؤیا میں دونوں پاؤں زمین کی جانب لٹکا دئے۔حکیم صاحب بھی اس چارپائی کے اسفل کی طرف بیٹھ گئے۔اس وقت میں نے کسی احمدی سے کہا کہ جلدی جا کر پیر محمد زمان شاہ نانوتوی کو کہہ دو کہ قاضی مظہر الحق زندہ ہوگئے ہیں۔مگر دل میں گزرتا ہے کہ اسکو اس واقعہ کا یقین کس طرح ہوگا۔میں مظہر الحق سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ معلوم ہے کہ آپ کے فوت ہونے کے بعد ہم پر کیا گزری۔مظہر الحق تم کیسے بے وفا ہو کہ آپ کے جمعہ کے بعد کالج سے شہر آئے نماز جمعہ ادا کی پھر چپ چاپ بالا خانہ سے نکل کا کالج چلے گئے۔تو ایسے گئے کہ پھر تا قیامت واپسی کی امید نہ رہی۔

اگرچہ دل میں مظہر الحق کے زندہ ہونے کی خوشی بھی ہے مگر جدائی کا صدمہ محسوس ہوتے ہی سخت رویا۔روتے روتے آنکھ کھل گئی۔ **اللهم اغفره و الرحمه الرفعه اودخله فی جناتك۔** آمین

قاضی مظہر الحق میرے ذریعہ سے احمدی ہوا اور 1919ء میں فوت ہوا۔

پندرہواں رؤیا 1930ء

1930ء کے قریب رؤیا میں دیکھا ایک بالا خانہ ہے لکڑی کا بنا ہوا ہے اور ہلکا نیلا رنگ ہے لکڑی کی سیڑھی ہے۔ بالا خانہ کے اوپر سے کوئی شخص دودھ اور ملائی کا ملا ہوا گاڑھا مرکب ٹن کا کنستر بھرا ہوا ہے اور مجھے دے رہا ہے۔ میں نے وہ کنستر تھام لیا اور کھڑے کھڑے سارا کنستر پی لیا۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ دلاور خان نے دیا ہے۔ علم تعبیر کی روح سے دودھ سے مراد علم ہے، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی معراج میں دودھ ہی کو ترجیح دی تھی۔ الحمد للہ علی ذلك۔

سولہویں رؤیا 1931ء

جب میری پہلی بیوی کی ابتداء کی اولاد تین لڑکے اور دو لڑکیاں یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے تو خاکسار نے ارادہ کیا کہ سید حیات علی شاہ مرحوم کی چھوٹی بیوہ جو میر حبیب اللہ شاہ کی دختر تھی سے نکاح کر لوں۔ کچھ گفتگو ہوئی۔ جس نے میر حبیب اللہ کو تردد میں رکھا۔ وہ راضی تھا مگر پیر سرور شاہ صاحب غیر سیّد کو دینا خلاف رواج جانتا تھا۔ وہ ساقط تھا۔ میں ان دنون میر احمد شاہ ساکن پشاور کے خلاف، جس کی لڑکی میر حمایت شاہ کی بڑی بیوی تھی۔ وہ وراثت کی تقسیم میں لیت ولعل کر رہا تھا۔ اور خاکسار میر حبیب اللہ شاہ کی حمایت کر رہا تھا۔ اس واسطہ میر حبیب اللہ صاف بات نہ کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ حضرت علیؓ نے ام کلثوم اپنی لڑکی حضرت عمر کو نکاح میں دی تھی۔ سید سرور شاہ کشمیری نے اپنی لڑکی خلف حضرت نورالدینؓ کو دی تھی۔ ان دنوں پیر احمد زمان شاہ میرے پاس پشاور میں زیر تعلیم تھا۔ اور

میں تعلیم کے اخراجات میں امداد کر رہا تھا۔ ایک دن رات کو رویا میں بمقام دیکھا کہ میر حبیب اللہ شاہ کی لڑکی میرے سامنے کھڑی ہے اور آہستہ آہستہ اس کا چہرہ متغیر ہو رہا ہے۔ یہاں تک کے وہ چہرہ زرد ہو کر سامنے سے غائب ہو گیا۔ اس کے بعد ایک اور لڑکی بڑی خوبصورت شکل کی سامنے کھڑی دکھائی دی۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ صبح بعد از نماز میں نے پیر احمد زمان شاہ کو کہا کہ پیر صاحب ہمارا اور آپ کا رشتہ کا نہ ہوگا اور اس کو یہ رؤیا سنا۔ یہ بیوہ ساری عمر دکھ اور تکلیف میں رہی۔ کچھ عرصہ بعد محمد امین خان صاحب احمدی افغانسا کن لاہور تحصیل صوابی بحکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بغرض تبلیغ جانے لگا۔ اور اس نے تجویز کی وہ کوئٹہ اور مشہد کے راہ سے ترکستان جائے اور وہاں سے بخارا جائے یہ راستہ مختصر تھا۔

اس سفر میں جب کوئٹہ پہونچا تو مستونگ میں محترم مولوی الیاس صاحب ساکن چار سدہ جو مستونگ میں 1915ء سے مقیم تھے۔ اور عرائض نویس کے ہاں مہمان ہوئے اور اُن سے از خود میرے رشتہ کا ذکر کر دیا اور محترم مولوی صاحب مجھے 1915ء سے جانتے تھے اور مَیں اُن کو 1915ء سے جانتا تھا۔ انہوں نے منظور کر لیا اور بذریعہ خط مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی۔ جب محمد امین خان بخارا سے واپس قادیان آئے تو 1923 کے جلسے کہ اختتام پر میرا نکاح قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پڑھا اور ستمبر 1925 میں رخصتانہ ہوا مجھے خدا تعالیٰ نے نعم البدل بیوی دی۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

ستارھویں رؤیا یا کشف 1918ء

ہمارے مکان واقع پشاور شہر کا واقعہ ہے کہ میرے والد نے مرض الموت میں تین دن قبل جبکہ ان کا سر مغرب کو تھا اور پاؤں مشرق کو مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا دیکھو یہ کیسی خوبصورت مسجد بن گئی ہے۔ باہر جا کر دیکھا تو خاکسار نے پوچھا کہ مسجد کہاں ہے

آپ نے پھر ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھو یہ مسجد یہ تم کو نظر نہیں آتی۔فروری 1918 کو وہ فوت ہوئے۔1919 میں خاکسار نے ہمارے مکان سے جانب مشرق ملحق مکان خریدا اور 1920 میں باقی حصص مکانات خریدے اور 1921 میں مسجد احمدیہ پشاور بڑی خوبصورت وہاں بنی جہاں ہمارے والد نے کشف میں دیکھی تھی۔الحمداللہ

اٹھارویں رؤیا 1926ء

عزیز محمود احمد کوئی تین سال کا ہوگا کہ بخار اور پیچش نے ایک لمبا عرصہ سے اس کی صحت خراب کردی اور روز بروز حالت خطرناک ہوتی گئی میں ان دنوں چیف کمشنر صوبہ سرحد سرنارمن بولٹن کے ساتھ ناظر تھا اور موسم گرما 1922 میں نتھیا گلی ہزارہ میں تھا۔ڈاکٹر امام علی صاحب اسسٹنٹ سرجن علاج کرتے رہے اس نے کالا باغ کے سول سرجن سے بھی مشورہ کیا لیکن دونوں نے لا علاج بتا کر پشاور لے کر جانے کا مشورہ دیا۔میں نے بذریعہ ایک رقعہ کے لیڈی بولٹن کو حالات سے اطلاع دی۔اس نے بڑی ہمدردی کا خط لکھا اور اجازت دی کہ محمود احمد اور اس کی والدہ کو ہماری سرکاری کار میں براہ کوہ مری راولپنڈی ریلوے اسٹیشن تک پہنچا آؤ۔میں نے کار میں محمود احمد اور اس کی والدہ اور نظام الدین اردلی کو راولپنڈی پہنچایا اور پشاور روانہ کردیا۔

پشاور پہنچ کر اجرٹن ہسپتال کے ڈاکٹر فتح الدین احمد ڈاکٹر سعید احمد غیر مبایع ڈاکٹر حکیم اللہ خان اور ڈاکٹر علیم الدین احمدی اور سول سرجن پشاور جو انگریز تھا، نے بھی علاج قرار دیا۔محمود احمد کی والدہ محمود کو لے کر ہوتی مردان لے جانے لگی تو کسی عورت نے جو بغرض عیادت آئی تھی کہا کہ ڈاکٹر، بھائی جان کا علاج کرو شاید ڈاکٹر بھائی کا اصل نام سعید احمد تھا۔جو ڈاکٹر جمال الدین اہلِ حدیث کا بیٹا تھا اور صدر بازار میں بڑے ڈاکخانہ کے پاس

دکان تنگی اور مرض انفلوئنز کی عالمگیر وبا میں جو سرحد 1918 میں پھیلی تھی۔تین ماہ میں ایک لاکھ سے زائد لوگ مر گئے تھے۔سعید احمد کے ایک مکسچر سے ہزاراں لوگوں کو فائدہ ہوا۔ایک بیمار کو ایک بوتل دوائی دیتا تھا،اس میں بڑی شہرت حاصل کی۔ڈاکٹر سعید احمد نہ خود ڈاکٹر تھا نہ کمپونڈر اور اپنے والد کی دکان پر کام کرتا تھا۔مگر خدا نے اس کے نسخہ میں شفا بخشی تھی۔ڈاکٹر سعید احمد سے دوائی لے آیا۔غالباً وہی دوائی تھی جو انفلوئنزا میں کام دیتی تھی اب پرانے بخار اور پیچش کے واسطے منگوائی گئی ایک روپیہ دیا ایک بوتل لایا۔ادھر نتھیا گلی میں خاکسار دعائے صحت کرتا تھا۔رؤیا میں دیکھا کہ محمود احمد زمین پر پڑا ہوا ہے ہمارے مکان واقع پشاور میں مر چکا ہے۔مَیں اسکے چہرے،پیٹ اور چھاتی پر ہاتھ پھیر رہا ہوں۔اور دعا کرتا ہوں رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّي فَاحْفِظْنَا وَ انْصُرْنَا وَارْحَمْنَا۔دہرا رہا ہوں۔اتنے میں دیکھا محمود کے بدن میں گرمی محسوس ہوئی چہرہ پر سرخی آنے لگی۔اور کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور اس کی والدہ کو کہتا ہوں۔لو مبارک ہو محمود احمد زندہ ہو گیا۔میں نے یہ رؤیا ڈاک میں گھر بھیجی۔اُدھر والدہ محمود نے ہوتی جانے کی تیاری کی۔لڑکے کو ایک خوراک دوائی گھر پلا دی۔دوسری خوراک پشاور کے ریلوے اسٹیشن پر۔تیسری خوراک نوشہرہ ریلوے سٹیشن پر جب مردان میں ٹرین سے اُترے تو محمود کی صحت عود کر آئی اور گھر جا کر نظاہر سعید احمد کی دعائی نے اور باطن میں ہماری رؤیا سے مردہ زندہ ہو گیا۔الحمد للہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے محمود مارچ 1923ء کو تولد ہوا۔دسمبر 1958ء میں 36 سال کی عمر کا ہے اے خدا تو اُس بڑی عمر صحت صالح اولاد اور عاقبت محمود عطا کر۔آمین

انیسویں رؤیا

میرا بھائی قاضی محمد شفیق صاحب جو 1894ء میں تولد ہوا اور 1920ء میں فارغ التحصیل ہوا ایم اے وکالت پاس کی اور گھر آیا اور اس کی 1923ء میں شادی ہوئی۔ایک لڑکا محمد اسحاق ہوا اور خورد سال فوت ہوا۔جس سے مایوس ہو کر اس نے کچھ مایوسانہ الفاظ کہے کہ میں اپنی زندگی کا اغاز ہوں اور زندگانی کا انجام ہوں میں نے یہی سمجھا کہ وہ اولاد ہونے سے گھبرا گیا ہے میں نے بڑی دعا کی کہ اے خدا ہمارے بھائی کو نیک اور اعلیٰ اولاد دے اور بڑی عمر دے۔خدا تعالیٰ نے دس کے قریب اس کو اولاد دی اُن میں سے اس وقت محمد اسماعیل، محمد اسرائیل، محمد ایوب اور محمد قاسم جان چار فرزند اور دو لڑکیاں بی بی ماہرخ بیگم زوجہ قاضی محمود احمد اور بی بی طاہرہ بیگم زندہ موجود ہیں۔الحمد اللہ کہ خدا تعالیٰ نے ہماری دعائیں سُن لیں ہر بچہ کی پیدائش سے پہلے رؤیا دیکھا اور ویسا ہی پایا۔

بیسویں رؤیا 1938ء تعمیر احمدیہ مسجد ہوتی

میرے بھائی قاضی محمد شفیق صاحب نے 1923ء میں اپنے چچا محمد مستعان صاحب کی بیوی سے ایک مکان خریدا۔جس میں اس کا ارادہ تھا اپنا رہائشی مکان اور ایک مسجد بنائے۔مگر قاضی محمد سعیدی صاحب ہمارے چچا کے فرزند قاضی محمد صاحب اور قاضی محمد عبد الطیف جان حائل ہوا۔اور کہا کہ ہم بھی شریک ہوتے ہیں اور مسجد مشترک بناتے ہیں۔اور یہ مرضی پوری نہ ہونے دینا چاہتے تھے کہ مسجد احمدیہ بنے۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہمادی پھوپھی زاد بھائی میاں جی نے جو قاضی عبد الطیف صاحب کا خسر بھی ہے اس امر میں مانع ہوا کہ قاضی محمد صاحب کیوں دخل دے۔بالآخر باہمی تصادم ہوا اور قاضی محمد صاحب نے میاں جی کے سر میں بیلچہ مارا اور وہ مر گیا۔اور قاضی محمد صاحب اور ان کا فرزند ماخوش ہوئے اور جرگہ نے محمد جان کو چھوڑ دیا۔قاضی محمد صاحب کو سات سال کے واسطے جیل میں دفعہ 307 کے

ماتحت قید کرایا۔قاضی محمد شفیق صاحب نے اپنا مکان اور حجرہ تعمیر کرلیا اور مسجد جس کا ارادہ تھا نہ بن سکا۔

خاکسار نے 1936ء میں کاکا خیل میاں سے دو مکان محلہ قاضی خیل میں خرید لئے۔ اوران کو گرا کر ہموار کر کے مسجد احمدیہ تعمیر کرنی چاہی۔شاہ صدر پسر شاہ پسند بلند خیل مانع ہوا کہ وہ دیوار جو ہمارے خرید کردہ مکان اور ان کے مکان کے درمیان واقع تھی اس پر دعویٰ کیا کہ یہ دیوار ہماری ہے۔ یہ چھوڑ کر آبادی کریں۔خاکسار نے عدالت میں دعویٰ دائر کیا کہ شاہ صدر اس کا بھائی شاہ پسند اس کے بیٹے پائندہ شیر محمد اور محمد افضل اور اس کے چچا زاد بھائی مقدّر وصفدر پسران دیوان اور عصمت اللہ اور نقیب اللہ مانع ہوتے ہیں۔ اور ہماری تعمیر کو روک رہے ہیں۔ضرورت تھی کہ اس کوچہ کے اصل باشندوں میں دو تین آدمی شہادت دیں کہ دیوار متنازعہ کس کی ملکیت ہے۔ میں نے قاضی محمد صاحب۔ قاضی عبد الطیف جان صاحب کو کہا کہ آپ کو صحیح حالات کا علم ہے۔شہادت دیں انہوں نے سابقہ بغض کو مدنظر رکھ کر شہادت مقدمہ سے انکار کیا۔ اور کہا کہ اپنے قادیانی (احمدی) بھائیوں سے کہو کہ وہ شہادت دیں۔ہم بلند خیلوں سے بگاڑ نہیں چاہتے۔تو اب شاہ قدر شاہ کا بڑا بیٹا ہے اور جو ایک قتل کے معاملہ میں ماخوذ تھا اور خاکسار نے اس ساتھ مدد کی تھی۔ زیر احسان تھا۔مگر وہ بھی شہادت دینے سے انکاری ہوا۔ مَیں نے کہا کہ ہمارے احمدی بھائی اس کوچہ کی باشندے نہیں اس واسطے وہ اصل حالات سے ناواقف ہیں۔ اور ہماری شہادر کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ الغرض شہادت مہیا نہ ہوسکی۔تب خاکسار نے بہت دعا کہ اے اللہ اصل حقیقت تو آپ پر واضح ہے۔تُو ہی مدد فرما۔تب خدا تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ اطلاع دی کہ دیوار کا قبضہ مل جائے گا۔ چنانچہ مجسٹریٹ مردان خان غلام سرور خان آف پنیالہ موقع پر آیا اور دیوار کا ملاحظہ کیا۔ دیوار میں ہمارے گرائے ہوئے مکانات کے

ستونوں کے نشانات اور طاق موجود تھے۔ دیکھ کر اُس نے فیصلہ کیا کہ یہ دیوار قاضی محمد یوسف کی ہے۔ وہ گرا کر آباد کرے اور مدعا علیہ کو حکم آیا کہ کوئی دخل مت دو ورنہ دفعہ 107 کے تحت سب سے ضمانت لوں گا اور جیل میں ڈلوا دوں گا۔ حاجی نقیب اللہ کو کہا کہ تم اس جگہ سے چلے جاؤ۔ رشوت مت کرو نہ تم مدعی ہو نہ مدعا علیہ تمہارا کیا حق ہے جو دخل دیتے ہو۔ اس طرح ہماری رؤیا 3 اپریل 1938ء کی 3 دسمبر 1938ء کو پوری ہوئی۔ اور بغیر سفارش گزارنے کے دیوار نے خود سفارش دی کہ وہ کس کی ہے۔ الحمدللہ۔ مداخلت کرنے والوں کا بہت بُرا حشر ہوا۔ رئیس الظالمین بدلا۔

اکیسواں رؤیا 5 دسمبر 1943ء

رؤیا میں دیکھا کہ میری والدہ کی ایک آنکھ سفید ہے اور ایک آنکھ سبز ہے۔ اور فرماتی ہیں کہ میں ان بالوں سے تنگ ہوں یعنی ان بالوں جو آنکھ میں گھستے ہیں اور مریض کو تکلیف دیتے ہیں۔

بائیسواں رؤیا 16 دسمبر 1941ء

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْمِعُوْنَ آیَاتَ اللهِ ثُمَّ یُعْرِضُوْنَ عَنْهَا اُوْلٰئِكَ هُمْ عَنْهَا مُبْعِثُوْن۔

رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک مسجد میں ہوں اور مباحثہ کر رہا ہوں۔ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ محراب کریم انسانوں اور حیوانوں دونوں کے واسطے ہیں۔ مَیں جواب میں کہتا ہوں کہ قرآن کریم صرف نسلِ انسانی کے واسطے ہے۔ اس کے ثبوت میں آیاتِ قرآنی پڑھتا ہوں۔ پھر کہتا ہوں

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْمِعُوْنَ آیَاتَ اللّٰہِ ثُمّ یُعْرِضُوْنَ عَنْہَا اُوْلٰئِکَ ھُمْ عَنْہَا مُبْعِثُوْن۔ یعنی جولوگ قرآن کی آیات سنتے ہیں پھراس سے پہلوتہی کرتے ہیں وہ اپنے آپ سے بہت۔۔۔ہیں۔

روئیاوالہام

شب مابین شنبہ یک شنبہ 3 / 4 فروری ہوتی

لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ

رؤیامیں دیکھا کہ مَیں حدودِخیبر سے پار ہوکر حدودافغانستان میں ڈیکہ سے گزرکر جلاآباد جارہا ہوں۔ میرے ساتھ دوساتھی بھی ہیں جونوعمرلڑکے ہیں ۔ بارہ، چودہ سال کے۔ جب کچھ آگےنکل گیا اور پیچھے مڑکر دیکھا تو سڑک کےشمال کو دریا بہتا ہے۔ اور دریاکے ساتھ پہاڑ ہیں جومغرب سے مشرق تک پھیلا ہوا ہے۔ او رسڑک سے جانبِ جنوب آبادی نظرآتی ہے۔جس کوہم پیچھے چھوڑآئے۔میرے ساتھی دریافت کرتے ہیں کہ یہ کون ساگاؤں ہے۔مَیں کہتا ہوں کہ یہ’’سفیدڈھیری‘‘ ہےآگے بڑھےتو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ مَیں سرخ رنگ کےگھوڑے پرسوار ہوں۔گھوڑاہلکی چال سےچل رہاہے۔ اس کے قدموں کی آواز ٹک ٹک مَیں سُن رہا ہوں مگرگھوڑے کی باگیں میرے ہاتھ میں نہیں۔ جب ہم جلال آباد پہنچےسڑکے کےدونوں جانب آبادی ہے۔مکانات دومنزلہ سہ منزلہ ہیں۔ مَیں نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ میرے اوپرگرم چادر ہے۔اور مَیں لیٹا ہوا ہوں اور چاہتا ہوں کہ کوئی مجھے نہ دیکھے۔اورکوئی واقف شناخت نہ کرے۔ کیونکہ میرے پاس پاسپورٹ نہیں۔ جب مَیں بازار سے گزررہا ہوں تو کوئی شخص مجھے پیچھے سے کہہ رہاہے۔’’شیرعیسیٰ است‘‘ اُس وقت میں اپنے بائیں جانب ایک

دروازہ کُھلا دیکھ رہا ہوں جس میں ایک سبز درخت ہے جو نیچے سے ٹیڑھا پیچھے ہوکر اُوپر کو اُٹھتا ہے۔اوراس پر چینی اژدھے کا نشان بنا ہوا ہے۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ کوئی خانقاہ ہے۔ آگے بڑھا تو فضل احمد آف پشاور نظر آیا۔ مَیں یہاں گھوڑے سے اُترا۔ اور اپنے ساتھیوں کا انتظار کرر ہا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ گھوڑا جس پر سے میں اُترا وہ اب شیر کا بچہ ہے۔جس کے کمر میں رسی پڑی ہوئی ہے۔اور رسی میرے ہاتھ میں ہے۔اور وہ شیر کا بچہ زمین پر لَوٹ رہا ہے اور اپنی رہائی چاہتا ہے۔ جب مَیں نے آسمان کی طرف نگاہ کی تو ایک آہنی کھمبے پر سُرخ رنگ کا چاند ہے اور اُس کے درمیان سفید ستارہ ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ یہ اسلامی نشان ہے۔

اُس کے بعد مَیں دیکھتا ہوں کہ مَیں کابل میں ہوں اور ایک بلند چوک کے مقام پر کھڑا ہوں۔جس سے چاروں طرف راستے نکل رہے ہیں۔ اور ہر راستہ کے سر پر ایک مکان ہے۔جس میں چوکیدار رہتا ہے اور اُس کا ایک کتا ہے جو راستہ میں رہتا ہے اور ہر آمد و رفت والے شخص کو روکتا ہے۔ اور کالے دھاریوں والا کتا ہے۔ جو مجھے کچھ نہیں کہتا۔اور مَیں گزر جاتا ہوں۔ اس راستہ کا پہلا مکان سہ منزل ہے اس پر ایک عورت آتی ہے۔اور وہ آہستہ سے کہتی ہے قادیان تاک سامنے ہے جو آدمی آرہا ہے وہ اس کو کہے کہ یہ پنجابی احمدی کا مکان ہے۔ یہ عورت اس آنے والے شخص پر ظاہر کرتی ہے کہ وہ جان لے وہ احمدی ہیں۔ مَیں بھی اظہار احمدیت کے غرض سے کہتا ہوں۔ **اَلْفَضْلُ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ** تا کہ وہ اس اشارہ سے جان لے۔آگے جا کر ایک طرف میدان میں چند بیر کے درخت ہیں۔اور ایک درخت میں دولڑکے ہیں۔جس میں سے ایک شعر کہتا ہے۔جس میں سے مَیں نے مسیح موعود سنا۔اور مَیں اس درخت کے نیچے کھڑا ہوں۔ کہ یہ لڑکا اترے تو مَیں اس کو ملوں اور بتاؤں کہ میں احمدی ہوں۔

جب وہ دونوں لڑکے اترتے ہیں تو وہ 12، 14 سال کے لڑکے ہیں تو ان کو ایک بڑا لڑکا جواُس سے کچھ بڑا ہے۔تو اُس لڑکے کو جس نے مسیح موعود کہا تھا مارتا ہے۔ مَیں اس بڑے لڑکے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوں اور کہتا ہوں کہ دیکھو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ کوئی گندگی، کوئی بد اخلاقی ،کوئی خرابی نہ کرو۔ مَیں نے اُس لڑکے کو چھڑالیا اور مارنے والے کو کہتا ہوں کہ تم کو اس آیت کے معنی آتے ہیں۔ لَا رَفَثَ خدا کے گھر کے آگے ننگے مت ہو یہ بُرے انسان کا کام ہے۔وَلَا فُسُوْقَ خدا کے گھر کے آگے بدزبانی نہ کرو۔ اگر ایک باپ کے سامنے دو بیٹے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں تو کس قدر بے حیائی ہے۔لَا جِدَالَ باہم لڑائیاں اور فساد سخت عیب ہے۔

اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ جہاں پر بیر کا درخت تھا وہاں ایک پختہ مسجد کی عمارت ہے۔ مَیں اس سے مشرق کی طرف میدان میں ہوں۔ مارنے والا لڑکا بڑے غصہ سے میری طرف دیکتا ہے کہ مَیں نے اس کو مارنے سے کیوں روکا۔اور مَیں لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ پڑھتا ہوں۔

رؤیا 29 دسمبر 1948ء

تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ آج رات رؤیا میں دیکھا

(1) کہ ایک وسیع میدان ہے جس میں ایک چوڑی سڑک ہے۔ جو بلندی کی طرف جا رہی ہے اور اس سڑک پر کھڑا سا ہے۔سڑک کی فضا سفید ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جملہ چند افراد اس سڑک پر جانبِ شُمال جا رہے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ ہمارا خلیفہ بھی خوبصورت تھے اور یہ سڑک بھی خوبصورت ہے۔

(2) مَیں ساتھ ساتھ جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ مولوی عبداللہ تیماپوری کہتا تھا کہ مَیں امام

مہدی ہوں اور ہمارا دلاور خان (اسماعلیوی) اس کا معتقد تھا۔ دل میں کہتا ہوں وہ تو رنگ کا سیاہ تھا۔ اُس کا راستہ بھی سیاہ تھا۔ اتنے میں دلاوہ خان کو بھی ساتھ ساتھ چلا تا ہوں اور کہتا ہوں کہ امام مہدی آ گیا مگر باوجود بیعت کر لینے کے نہ دلاور خان ان کو ملنے دکن گیا اور نہ ان کو پشاور بلوایا حالانکہ حدیث میں ہے کہ جب امام مہدی آ جائے تو اس کے ملاقات کو ضرور جاؤ۔ خواہ برف پر سینہ کے بل چلنا پڑے۔

یہ خیال گزرا کہ اس امام مہدی کی ملاقات کو کوئی شخص برف کے ملک سے چل کر نہیں آیا۔ پھر خیال آیا کہ عبد القادر غزنوی تو غزنی سے آیا لیکن اس نے بھی دکن جا کر ملاقات نہ کی۔

(3) مَیں نے ایک مکان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو پشتو بولتے دیکھا۔ اور فرماتے ہیں مَیں نے پشتو میں بولنا شروع کر دیا ہے۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ اصل زبان کی طرح تلفظ کر لیں۔

رؤیا 30 دسمبر 1948ء

تو مَیں کہتا ہوں کہ آپ کے پاس مولوی جلال الدین افغانی موجود ہیں۔ آپ اُن کے ساتھ بولا کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح پشتو میں فقرے دلچسپ بناتے ہیں۔ مَیں نے کہا حضور یہ فقرے آپ نے کسی کتاب سے یاد کئے ہیں یا خود وضع کر لئے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ خود بنا کر بولتے ہیں۔

(4) مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں۔ جہاں آبادی تو ہے مگر وہاں بنی نوع انسان نہیں۔ ایک بلند برآمدہ کے نیچے مَیں ایک اونچے کھڑے ہوئے درخت پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھی کہتے ہیں کہ یہاں بعض جگہ مچھر ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ یہ اس جنگل

کے باشندے ہیں ۔ان کومت چھیڑو۔

وہاں سے آگے گئے تو ایک جگہ بلندی پر کھڑے ہوئے ۔وہاں ایک درخت ناشپاتی کا ہے۔وہاں ایک چھوٹے قد کا اور ایک فٹ کے قریب ہوگا بڑے سر والا اور چھوٹے اعضا والا انسان دیکھا۔ اس سے کہا ایک ناشپاتی تو توڑ لاؤ۔ وہ کہتا ہے کہ آپ نے مجھے یہ کیوں کہا۔آپ نے میری آزادی میں فرق پیدا کیا۔ مَیں تو پرانی آزادی میں ہوں ۔ مَیں اس کی باتیں سن احمد زمان شاہ کو کہتا ہوں کہ یہ عبدالعزیز حلوائی کا بھائی ہے۔اتنے میں ایک لڑکی جو ڈھائی یا تین فٹ کی ہوگی آئی اور میرے پاس بائیں جانب کھڑی ہوئی۔ مَیں اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہوں۔ وہ کہتی ہے مَیں خالص شہد سے بنی ہوئی ہوں۔ مَیں کہتا ہوں کہ تم ہمارے پاس رہو۔وہ کہتی ہے کہ ہم اس جگہ کے لوگ ہیں ۔

اتنے میں اس پہاڑ سے ڈھلوان پر نظر کی تو ایک چھوٹے قد کا گھوڑا نظر آیا اور بھی کئی اشیائے موذی دیکھے۔پھر یہ نظارہ بدل گیا۔

(5) مَیں دیکھتا ہوں کہ مَیں نماز پڑھ رہا ہوں۔ایک شخص کھڑا سُن رہا ہے۔ مَیں ایک دفعہ الحمد پڑھتے پڑھتے ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ پڑھ گیا ہوں اس آیت کی تصحیح کرتے کرتے کوئی اور آیت پڑھ گیا ہوں۔جواب بھول گیا ہوں۔

